تیرھواں مسئلہ

"اللہ چاہے پھر اللہ کے رسول" کہنا جائز ہے

احادیث نبویہ سے روشن ثبوت

بندہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو کرتا ہے اور نہیں کرنا چاہتا تو نہیں کرتا، مثلاً وہ سفر کرنا چاہتا ہے تو سفر کرتا ہے اور نہیں کرنا چاہتا تو نہیں کرتا، یا چاہے تو کھانا کھاتا اور پانی پیتا ہے اور نہ چاہے تو نہیں کھاتا، نہیں پیتا۔ یہ بات روزمرہ کے مشاہدات سے ہے جو سب جانتے، مانتے ہیں۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادر مطلق نے انسان کو "چاہنے" اور "نہ چاہنے" کی قوت بخشی ہے۔ ہاں بغیر اللہ تعالیٰ کی عطا کے بندے کے پاس ذاتی طور پر اپنی کوئی چاہت و مشیت نہیں اور خود اللہ تعالیٰ کی مشیت ذاتی ہے کہ یہ وصف خاص اس قادر مطلق کو اپنی ذات سے بغیر کسی کی عطا کے حاصل ہے۔

خدائے قدیر و توانا کی عطا سے بندے کی چاہت بھی یک گونہ اثر رکھتی ہے اس لیے یہ کہنا جائز ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ چاہے، پھر اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم"

ہاں یہ نہیں کہنا چاہیے:

"اللہ چاہے اور اللہ کے رسول۔ جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم"

درس گاہِ نبوی سے براہ راست فیض پانے والے نفوس قدسیہ کے سینوں میں عقیدۂ توحید جس قدر راسخ اور پختہ تھا آج اس کی مثال نہیں مل سکتی پھر بھی وہ حضرات اپنی بول چال میں کہا کرتے تھے:

"ما شاءَ اللهُ وما شاءَ محمد۔ یا۔ ما شاءَ اللهُ وما شِئْتَ" جو چاہے اللہ اور جو چاہیں محمد (ﷺ)- یا- جو چاہے اللہ اور جو چاہیں آپ، یا رسول اللہ۔ تو حضور سید عالم ﷺ نے اسے شرک سے نہیں شمار فرمایا، بلکہ ابتداءً منع بھی نہیں فرمایا، جب کچھ یہود و نصاریٰ نے اسے "شرک" قرار دیا تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعد میں اپنے اصحاب کو اس کی جگہ "مَا شاءَ اللهُ ثم مَا شَاءَ محمد۔ یا۔ ثُمّ مَا شِئْتَ" کہنے کی ہدایت فرمائی جس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ یہود و نصاریٰ کی طرح کبھی کسی مریضِ قلب کو شرک کا وہم ہو سکتا تھا، یا کوئی اسے شرک کہہ کر مذہب اسلام اور صحابہ کرام کی مقدس ہستیوں کو مطعون کر سکتا تھا، یہی وجہ ہے کہ ہم اہل حق- اہل سنت و جماعت- "ما شاءَ اللهُ ثُمَّ مَا شَاءَ رسولُ الله" کہنے کی اجازت دیتے ہیں اور سرور کائنات ﷺ کی ہدایت کو اپناتے ہیں۔

اس کے برخلاف عہد حدیث کے امامِ اہلِ حدیث اسے "شرك في العادة" قرار دیتے ہیں، آں موصوف اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں:

"الفصل الخامس في ردِّ الإشراك في العادات۔ فصل پانچویں اِشراک فی العادات کی بُرائی کے بیان میں"[(۱)] پھر اس کے تحت یہ خامہ فرسائی کرتے ہیں:

"أخرج في شرح السُّنّة عن حُذيفة عن النّبي -صلى الله تعالىٰ عليه وسلَّمَ- قال: لا تقولوا ما شاء الله وما شاء محمدٌ، وقولوا: ما شاء الله وحدهٗ"۔ مشکات کے "بابُ الاسامی" میں لکھا ہے کہ شرح السنۃ میں ذکر کیا کہ نقل کیا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یوں نہ بولا کرو: "جو چاہے اللہ اور محمد"۔ اور بولا کرو جو چاہے اللہ فقط۔

ف یعنی جو اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملا دے خواہ کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب، مثلاً یوں نہ بولے کہ "اللہ و رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جاوے گا" کہ سارا کاروبار جہاں کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔"[(۲)]

صاحب تقویۃ الایمان نے جو ضابطہ بیان کیا ہے اس کی ایک مثال "اللہ و رسول کے چاہنے" کی دی ہے۔ اور اسے "شرک فی العادات" سے شمار کیا ہے۔

---

(۱) تقوية الإيمان، ص: ۴۰، الفصل الخامس في ردّ الإشراك في العادات، راشد کمپنی، دیو بند.

(۲) تقوية الإيمان، ص: ۵۰، الفصل الخامس في ردّ الإشراك في العادات، راشد کمپنی، دیو بند.

حالاں کہ حضور سید عالم -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم- نے حدیث مذکور میں اسے قطعا شرک نہ فرمایا، شرک تو دہلوی صاحب کی شریعتِ جدیدہ نے بتایا ہے، ناظرین اس حدیث کو بار بار پڑھیں۔

تا کہ آپ کو اچھی طرح یہ اذعان ویقین حاصل ہو جائے کہ حدیث نبوی میں کہیں شرک کی بات اشارۃً یا کنایۃً بھی نہیں کہی گئی ہے، بلکہ اس کے بر خلاف حدیث نبوی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم: "ما شاءَ اللهُ وما شاءَ مُحمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "کہا کرتے تھے یعنی: جو چاہے اللہ اور جو چاہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" تو یہ اس کلمے کے شرک نہ ہونے کی روشن دلیل ہے۔ بات بس اتنی سی ہے کہ یہ کلمہ ایک حیثیت سے بارگاہِ الٰہی کے ادب کے شایانِ شان نہ تھا اس لیے سرکار نے فرمایا کہ یوں نہ کہا کرو، بلکہ صرف "ماشاءَ اللہ" کہا کرو۔

اگر وہ کلمہ بولنا شرک تھا تو کیا صحابہ کرام شرک کی بولی بولتے رہتے تھے اور کیا وہ حضرات معاذ اللہ مشرک تھے؟

خدا کی پناہ، اگر ایسا ہوتا تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام ان حضرات سے سب سے پہلے توبہ و تجدید ایمان کراتے، پھر کوئی ادب سکھاتے۔

امام الوہابیہ کا حدیث متّصل کو چھوڑ کر حدیث منقطع سے استدلال

علاوہ ازیں یہ حدیث منقطع ہے خود صاحب مِشکاۃ نے اسے منقطع بتایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی سند حضور سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متّصل نہیں ہے، درمیان میں کہیں سے سلسلۂ سند ٹوٹا ہوا ہے اس لیے اطمینان کے ساتھ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ حضور سید الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان پاک سے نکلی ہوئی بات ہے پھر تو اس سے عدم جواز پر بھی استدلال بجا نہ تھا، تو ایسی حدیث سے شرک پر استدلال کرنا کتنی بڑی زیادتی ہے۔ ایک تو یہ حدیث منقطع اور نا قابل استدلال ہے۔ دوسرے استدلال بھی کیا تو شرک جیسے سب سے بدترین گناہ کے اثبات کے لیے جو نا قابل عفو کبیرہ ہے۔

صاحب مشکات نے پہلے یہ حدیث ذکر کی ہے "نہ کہو: جو چاہے اللہ اور چاہے فلاں۔ بلکہ یوں کہو کہ: جو چاہے اللہ پھر چاہے فلاں" جس سے ثابت ہوتا ہے کہ "اور چاہے فلاں" کی جگہ "پھر چاہے فلاں" کہا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اس کے بعد: "وفي روايةٍ منقطعا"[1] لکھ کر حضرت حُذیفہ

(۱) مشكاة المصابيح، ص: ٤٠٨، كتابُ الأداب/ باب الأسامي، مجلس البركات.

والی یہ حدیث نقل کی ہے:

حدیث متّصل پیش نظر ہے پھر بھی اسے چھوڑ کر حدیث منقطع سے استدلال کیا جارہا ہے وہ بھی مشرک بنانے کے لیے، اسے سوائے اس کے کیا کہا جائے کہ یہ شرحِ حدیث کے نام پر انصاف و دیانت کا خون کیا گیا ہے۔

دلائلِ اہلِ سنت

"اللہ چاہے پھر اللہ کے رسول" کے جواز کی احادیث:

اب ہم حضور سید الانبیا ﷺ کی کچھ احادیث شریفہ پیش کرتے ہیں جن سے یہ امر بخوبی عیاں ہوجائے گا کہ اپنے امور کو اللہ تعالی، پھر رسول اللہ ﷺ کی مشیت کے حوالہ کرنا جائز ہے۔

(۱) عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ ، أَنَّ رَجُلاً مِنَ الْمُسْلِمِينَ رَأَى فِي النَّوْمِ أَنَّهُ لَقِيَ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ ، فَقَالَ : نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ لَوْلاَ أَنَّكُمْ تُشْرِكُونَ، تَقُولُونَ: مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ.

وَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَقَالَ : أَمَا وَاللّٰهِ، إِنْ كُنْتُ لأَعْرِفُهَا لَكُمْ ، قُولُوا : مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ شَاءَ مُحَمَّدٌ. (۱)

ترجمہ: حضرت حُذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان نے خواب میں دیکھا کہ اس کی ملاقات کسی کتابی سے ہوگئی تو اس نے کہا کہ تم لوگ کیا ہی اچھی قوم ہو اگر تم لوگ شرک نہ کرتے، تم لوگ کہتے ہو "جو چاہے، اللہ عزّ و جلّ اور جو چاہیں محمد ﷺ۔

اس کا ذکر اس مسلمان نے نبی کریم ﷺ سے کیا، تو حضور نے فرمایا: سنو! اللہ کی قسم مجھے معلوم تھا کہ تم لوگ یہ بات کہتے ہو، اب یوں کہا کرو: "مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ شَاءَ مُحَمَّدٌ." جو اللہ چاہے، پھر محمد ﷺ چاہیں۔

(۲) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الشَّوَارِبِ ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ ، أَخِي عَائِشَةَ لأُمِّهَا ، عَنِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰه تعالىٰ عَلَيْهِ وسَلَّمَ- بِنَحْوِهِ. (۲)

---

(۱) سنن ابن ماجه، ص:۲۲۹، کتاب الکفارات/ بابُ النّهي أن يقال "مَا شاء اللّٰهُ وشئتُ".

(۲) سنن ابن ماجه، ص:۲۲۹، کتاب الکفارات/ بابُ النّهي أن يقال "مَا شاء اللّٰهُ وشئتُ".

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ کے ماں شریک بھائی طفیل بن سخبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث حُذیفہ کے ہم معنی حدیث روایت کی۔

(٣) عَنْ قُتَيْلَةَ بِنْتِ صَيْفِيٍّ ، امْرَأَةٍ مِنْ جُهَيْنَةَ قَالَتْ : إِنَّ حَبْرًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَقَالَ: إِنَّكُمْ تُشْرِكُونَ، تَقُولُونَ ''مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ'' وَتَقُولُونَ ''وَالْكَعْبَةِ''، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- : قُولُوا: مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتَ. وَقُولُوا: وَرَبِّ الْكَعْبَةِ.(١) هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ. قال الإمام الذهبي في التلخيص : صحيح.

ترجمہ: قبیلہ جہینہ کی ایک خاتون قُتیلہ بنت صیفی کا بیان ہے کہ ایک یہودی عالم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ آپ لوگ شرک کرتے ہیں، آپ لوگ کہتے ہیں ''جو چاہے اللہ اور جو چاہوں میں'' -یا جو چاہیں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم- اور آپ لوگ کہتے ہیں ''کعبہ کی قسم'' تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: تم لوگ یوں کہو'' ما شاءَ اللّٰهُ ثم شئتَ'' جو چاہے اللہ تعالیٰ پھر جو چاہیں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم -اور قسم میں ''وَرب الكعبة'' کہا کرو، یعنی رب کعبہ کی قسم۔

امام ذہبی نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔

(٤) عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ ، أَنَّ عَامِرَ بْنَ الطُّفَيْلِ لَمْ يَدْخُلِ الْمَدِينَةَ إِلاَّ بِأَمَانٍ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيَّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَالَ لَهُ النَّبِيُّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: يَا عَامِرُ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ. قَالَ: نَعَمْ عَلَى أَنَّ لِي الْوَبَرَ وَلَكَ الْمَدَرَ. قَالَ: هَذَا لاَ يَكُونُ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ. ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: يَا عَامِرُ ، اذْهَبْ حَتَّى نَنْظُرَ فِي أَمْرِكَ إِلَى غَدٍ.

فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- إِلَى الأَنْصَارِ فَقَالَ : مَاذَا تَرَوْنَ ؟ إِنِّي قَدْ دَعَوْتُ هَذَا الرَّجُلَ فَأَبَى أَنْ يُسْلِمَ إِلاَّ أَنْ يَكُونَ لَهُ الْوَبَرُ وَلِي الْمَدَرُ فَقَالُوا :

''مَا شَاءَ اللّٰهُ ، ثُمَّ شِئْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ''

مَا أَخَذُوا مِنَّا عِقَالاً إِلاَّ أَخَذْنَا مِنْهُمْ عِقَالَيْنِ فَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.

---

(١) المستدرك على الصحيحين، ج:٤، ص: ٢٩٧.

تلخيص الإمام الذهبي المطبوع مع المستدرك، ج:٤، ص: ٢٩٧، كتاب الأيمان والنذور / باب تسبيح ديك رجلاه في الأرض وعنقه تحت العرش.

فَرَجَعَ عَامِرٌ إِلَى النَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَقَالَ لَهُ: أَسْلِمْ تَسْلَمْ. يَا عَامِرُ قَالَ: لَيْسَ إِلاَّ ذٰلِكَ، فَأَبَى إِلاَّ أَنْ يَكُونَ لَهُ الْوَبَرُ وَلِلنَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- الْمَدَرُ، فَأَبَى النَّبِيُّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-. (۱)

ترجمہ: حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ عامر بن طفیل رسول اللہ -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم- سے امان لے کر مدینہ منورہ آیا، جب وہ سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا: "اے عامر! اسلام قبول کرلو، محفوظ رہوگے" تو اس نے کہا:

"ٹھیک ہے، مگر شرط یہ ہے کہ دیہی علاقوں پر میری حکومت ہو، اور شہروں پر آپ کی" تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ مجھے منظور نہیں، "أَسْلِمْ تَسْلَمْ" اسلام قبول کرلو، محفوظ ہوجاؤ گے۔

پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عامر! ابھی تم چلے جاؤ ہم تمھارے بارے میں کل تک غور کریں گے۔ پھر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انصار کو بلا کر فرمایا: تمھاری کیا رائے ہے، میں نے اس شخص کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کردیا مگر یہ کہ دیہات پر حکومت اس کی ہو اور شہر پر میری۔ تو انصار نے عرض کیا:

"مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ شِئْتَ"۔

"جو اللہ تعالیٰ چاہے پھر یا رسول اللہ آپ چاہیں"۔

وہ لوگ ہماری ایک رسی بھی لے لیں گے تو ہم ان سے دو رسیاں چھین لیں گے، آگے اللہ ورسول کو خوب معلوم ہے کہ کیا مناسب ہے۔

پھر عامر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو حضور نے فرمایا: اے عامر اسلام قبول کرلو محفوظ ہوجاؤ گے، اس کے سوا کوئی اور راہ نہیں ہے، تو اس نے انکار کردیا اور قبول اسلام کے لیے اپنی وہی شرط پیش کردی تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے نامنظور فرمادیا۔

ان احادیث سے یہ امر بہت واضح ہوکر سامنے آگیا:

- مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ شَاءَ مُحَمَّدٌ۔ (جو چاہے اللہ، پھر چاہیں محمد)
- مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ شِئْتُ۔ (جو چاہے اللہ، پھر چاہوں میں)

---

(۱) المستدرك على الصحيحين، ج:٤، ص: ٨٣، ٨٤، كتاب معرفة الصحابة / ذكر فضيلة أخرى للأوس والخزرج لم يقدر ذكرها من فضائل الأنصار.

- مَا شَاءَ اللَّهُ ، ثُمَّ شِئْتَ ۔(جو چاہے اللہ، پھر چاہیں آپ)
- مَا شَاءَ اللَّهُ ، ثُمَّ شِئْتَ يَا رَسُولَ اللهِ۔(جو چاہے اللہ، پھر چاہیں آپ، یارسول اللہ ﷺ)

کہنا جائز ہے اور اس کی اجازت خود ہادی اسلام، سید المرسلین ﷺ نے دی ہے، اور بھی متعدّد احادیث میں اس کی صراحت ہے، اس کی ایک مضبوط دلیل "حدیث ابرص واقرع واعمی" بھی ہے جو صحیح البخاری میں اس طرح ہے:

حدیث ابرص واقرع واعمی

(۵) حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ -صلى الله تعالى عليه وسلم- يَقُولُ: إِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ- أَبْرَصَ • وَأَقْرَعَ • وَأَعْمَى - بَدَا لِلَّهِ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا:

فَأَتَى **الْأَبْرَصَ** فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ : لَوْنٌ حَسَنٌ وَجِلْدٌ حَسَنٌ، وَيَذْهَبُ عَنِّي الَّذِي قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ ؛ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهُ وَأُعْطِيَ لوناً حسناً . فَقَالَ : فَأَيُّ المَالِ أَحَبُّ إِلَيكَ ؟ قَالَ : الإِبلُ، أَوْ قَالَ : البَقَرُ -شكَّ الرَّاوِي - فَأُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَاءَ ، فَقَالَ : بَارَكَ اللهُ لَكَ فِيهَا .

فَأَتَى **الْأَقْرَعَ**، فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: شَعْرٌ حَسَنٌ، وَيَذْهَبُ عَنِّي هَذَا الَّذِي قَذِرَنِي النَّاسُ؛ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ وأُعْطِيَ شَعراً حَسَناً . قَالَ : فَأَيُّ المَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: البَقَرُ، فَأُعْطِيَ بَقَرَةً حَامِلاً، وَقَالَ: بَارَكَ اللهُ لَكَ فِيهَا.

فَأَتَى **الْأَعْمَى**، فَقَالَ : أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ ؟ قَالَ : أَنْ يَرُدَّ اللهُ إِلَيَّ بَصَرِي فَأُبْصِرَ النَّاسَ؛ فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللهُ إِلَيْهِ بَصَرَهُ. قَالَ: فَأَيُّ المَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ ؟ قَالَ : الغَنَمُ ، فَأُعْطِيَ شَاةً والداً ، فَأَنْتَجَ هذَانِ، وَوَلَّدَ هَذَا ، فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِنَ الإِبلِ ، وَلِهٰذَا وَادٍ مِنَ البَقَرِ ، وَلِهٰذَا وَادٍ مِنَ الغَنَمِ .

ثُمَّ إِنَّهُ أَتَى **الْأَبْرَصَ** فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ ، فَقَالَ : رَجُلٌ مِسْكِينٌ قَدِ انقَطَعَتْ بِيَ الحِبَالُ فِي سَفَرِي فَلا بَلاغَ لِيَ الْيَوْمَ إِلاَّ بِاللهِ ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِي أَعْطَاكَ اللَّوْنَ الحَسَنَ، والجِلْدَ الحَسَنَ، وَالمَالَ، بَعِيراً أَتَبَلَّغُ بِهِ فِي سَفَرِي، فَقَالَ : الحُقُوقُ كَثِيرَةٌ . فَقَالَ : كَأَنِّي اعرِفُكَ ، أَلَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ فقيراً فأعطَاكَ اللهُ !؟ فَقَالَ : إِنَّمَا وَرِثْتُ هَذَا المالَ كَابِراً عَنْ كَابِرٍ ، فَقَالَ : إِنْ كُنْتَ كَاذِباً فَصَيَّرَكَ اللهُ إِلَى مَا كُنْتَ .

وَأَتَى الأَقْرَعَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ ، فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهٰذا ، وَرَدَّ عَلَيهِ مِثْلَ مَا رَدَّ هٰذَا، فَقَالَ : إنْ كُنْتَ كَاذِباً فَصَيَّرَكَ اللهُ إِلَى مَا كُنْتَ .

وَأَتَى الأَعْمَى فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ ، فَقَالَ : رَجُلٌ مِسْكِينٌ وابنُ سَبيلٍ انْقَطَعتْ بِيَ الحِبَالُ فِي سَفَرِي، فَلا بَلاغَ لِيَ اليومَ إلاَّ بِاللهِ ثُمَّ بِكَ ، أَسأَلُكَ بالَّذِي رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً أَتَبَلَّغُ بِهَا فِي سَفَرِي ؟ فَقَالَ : قَدْ كُنْتُ أعمَى فَرَدَّ اللهُ إِلَيَّ بَصَرِي فَخُذْ مَا شِئْتَ وَدَعْ مَا شِئْتَ فَوَاللهِ ما أَجْهَدُكَ اليومَ بِشَيْءٍ أَخَذْتَهُ لله -عزّوجلّ- وفي روايةٍ لِلبخاري:لَا أحمد اليومَ. فَقَالَ: أَمْسِكْ مالَكَ فإِنَّمَا ابْتُلِيتُمْ . فَقَدْ رضيَ اللهُ عنك ، وَسَخِطَ عَلَى صَاحِبَيكَ. مُتَّفَقٌ عَلَيهِ .(۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث بیان کی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

قوم بنو اسرائیل میں تین شخص تھے ● ابرص (سفید داغ والا) ● گنجا ● اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا امتحان لینا چاہا (تاکہ وہ لوگوں کے لیے درسِ عبرت بنیں) تو ان کے پاس اللہ نے ایک فرشتہ بھیجا۔

● وہ فرشتہ "سفید داغ والے" کے پاس آیا اور اس سے دریافت کیا کہ تجھے کیا چیز پسند ہے؟ اس نے کہا: اچھا رنگ، اچھی کھال اور مجھ سے وہ عیب دور ہو جائے جس کے باعث لوگ مجھ سے گھن کرتے ہیں۔ فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو وہ سفید داغ ختم ہو گیا، پھر اسے اچھا رنگ اور اچھی کھال عطا کر دی گئی۔

---

(۱) ● صحيح البخاري، ج:۱، ص: ۴۹۲، كتابُ أحاديث الأنبياء/ بابُ حديث أبرص واقرع وأعمى، مجلس البركات.

● الصحيح لمسلم، ج:۲،ص: ۴۰۸، كتاب الزهد/ فصل في حديث الأبرص والأقرع والأعمى .

● رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين،ص: ۳۰، ۳۱، بابُ المراقبة، مجلس البركات، واللفظ له.

و "النَّاقةُ العُشَرَاءُ" بضم العين وفتح الشين وبالمد: هي الحامِل. قوله: "أَنْتَجَ" وفي رواية: "فَنَتَجَ" معناه: تولَّى نِتاجها، والناتج لِلناقة كالقابِلةِ للمرأةِ. وقوله: "وَلَّدَ هَذَا" هُوَ بتشديد اللام: أي تولى ولادتها، وَهُوَ بمعنى أنتج في الناقة ، فالمولّد ، والناتج ، والقابلة بمعنى ؛ لكن هَذَا لِلحيوان وذاك لِغيرهِ . وقوله: "انْقَطَعَتْ بِي الحِبَالُ" هُوَ بالحاءِ المهملةِ والباءِ الموحدة : أي الأسباب. وقوله: "لا أَجْهَدُكَ" معناه: لا أشقُّ عليك في ردِّ شيء تأخذه أَوْ تطلبه مِن مالي. وفي رواية البخاري: "لا أَحْمَدُكَ" بالحاءِ المهملة والميمِ ومعناه: لا أحمدك بترك شيء تحتاج إِلَيْه إهـ-رياض الصالحين،ص: ۳۱، ۳۲، مجلس البركات. ۱۲ منه .

فرشتے نے پوچھا: تجھے مال کون سا پسند ہے؟ اس نے کہا: اونٹ یا گائے۔ راوی کو شک ہے کہ حضور نے کیا فرمایا: البتہ سفید داغ والے اور گنجے میں سے ایک نے اونٹ کہا اور دوسرے نے گائے۔ اسے دس مہینے کی حاملہ اونٹنی دی گئی اور فرشتے نے اس میں برکت کی دعا کی۔

● پھر وہ فرشتہ "گنجے" کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تجھے کیا چیز زیادہ محبوب و پسند ہے؟ اس نے کہا: اچھے بال، اور مجھ سے یہ عیب دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھے ناگوار رکھتے ہیں۔ تو فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اسے اچھے بال عطا کر دیے گئے۔

فرشتے نے پوچھا کہ تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ گنجے نے کہا گائے تو اسے فرشتے نے ایک حاملہ گائے دے دی اور دعا کی کہ اللہ تجھے اس گائے میں برکت دے۔

● پھر وہ فرشتہ "اندھے" کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تجھے کیا چیز زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے؟ اس نے کہا: یہ کہ اللہ تعالی میری نگاہ واپس کر دے تاکہ میں لوگوں کو دیکھوں۔

فرشتے نے پوچھا اور تجھے مال کون سا زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: بکری۔ تو فرشتے نے اسے حاملہ بکری دے دی۔

پھر اونٹنی، گائے اور بکری کے خوب بچے ہوئے، یہاں تک کہ ایک جنگل ایک کے اونٹوں سے بھر گیا اور ایک جنگل دوسرے کی گایوں سے اور ایک جنگل تیسرے کی بکریوں سے۔

نرالے انداز کا امتحان:

(الف) اس کے بعد وہ فرشتہ "سفید داغ والے" کے پاس اس کی صورت اور حالت میں آیا اور فریاد کی کہ "میں مسکین آدمی ہوں، سفر میں میرے تمام اسباب اور وسائل ختم ہو چکے ہیں، **منزلِ مقصود تک پہنچنے کی کوئی صورت نہیں سوائے اللہ کی مدد کے، پھر تیری مدد کے**۔ میں تجھ سے اس ذات کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جس نے تجھے اچھا رنگ، اچھی کھال اور مال (اونٹ) عطا کیے تاکہ میں منزل مقصود تک پہنچ سکوں۔

تو اس نے جواب دیا کہ حقوق بہت ہیں۔ فرشتے نے کہا: لگتا ہے کہ میں تجھے پہچانتا ہوں، کیا تجھے سفید داغ کا مرض نہ تھا جس کے باعث لوگ تجھ سے گھن کرتے تھے (تو اللہ نے تجھے شفا دی) کیا تو محتاج نہ تھا تو اللہ تعالی نے تجھے عطا کیا، اس نے کہا میں تو کئی پشتوں سے اس مال کا وارث و مالک ہوں۔

فرشتے نے کہا:

"اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے پہلے جیسا کردے۔"

(ب) وہ فرشتہ گنجے کے پاس اس کے بھیس میں آیا اور اس سے وہی ساری باتیں کیں جو سفید داغ والے سے کی تھیں اور گنجے نے فرشتے کو وہی سارے جوابات دیے جو سفید داغ والے نے دیے تھے، تو فرشتے نے اس کے حق میں بھی وہی محرومی کی دعا کردی کہ:

"اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھے اسی حال میں کردے جیسا پہلے تھا۔"

(ج) اب وہ فرشتہ اندھے کے پاس اس کی صورت میں آیا اور التجا کی کہ میں مسکین آدمی ہوں اور مسافر ہوں، سفر میں تمام اسباب وذرائع ختم ہوچکے ہیں، **اب پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہیں مگر یہ کہ اللہ مدد فرمائے پھر تم مدد کرو۔** میں تجھ سے اُس ذات کے واسطے سے۔ جس نے تجھے نگاہ عطا فرمائی۔ ایک بکری کا سوال کرتا ہوں تاکہ منزل مقصود تک میرا سفر تمام ہوسکے۔

اس نے کہا: ہاں، میں واقعی اندھا تھا، تو اللہ نے مجھے آنکھیں عطا فرمائیں اور فقیر ومحتاج تھا، تو اللہ تعالیٰ نے مجھے غنی کردیا، تم جو کچھ چاہو لے لو، آج تم اللہ کے نام پر جو کچھ بھی لوگے میں تمھیں اس سے نہیں روکوں گا، اور نہ ہی کوئی حاجت کی چیز نہ لینے پر تمھاری ستائش کروں گا۔

فرشتے نے کہا تم، اپنا مال اپنے پاس رکھو۔ قصہ یہ ہے کہ تم تینوں کا امتحان تھا تو اللہ تم سے راضی ہے اور سفید داغ والے اور گنجے سے ناراض۔

اس حدیث جلیل سے کئی افادات حاصل ہوئے:

(الف) یہ کہنا جائز ہے کہ منزل تک پہنچنے یا حاجت پوری ہونے کی کوئی صورت نہیں سوائے اللہ کی مدد کے، پھر تیری مدد کے۔

(ب) حاجت کے وقت غیرُ اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے اور یہ آیت کریمہ: "وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ"(۱) کے منافی نہیں۔

فرشتے معصوم ہوتے ہیں، ان سے گناہ کا صدور ممکن نہیں، پھر بھی اس فرشتے نے تین تین بار الگ الگ اشخاص سے اپنی لاچاری ظاہر کرتے ہوئے مدد مانگی "فَلَا بَلَاغَ إِلَّا بِاللهِ ، ثُمَّ بِكَ"، ساتھ

(۱) القرآن الحكيم، سورة الفاتحة: ۱، الأية: ۵.
ترجمہ: اور ہم تجھی سے مدد مانگیں۔

ہی ایک سے اونٹ کا، دوسرے سے گاے کا اور تیسرے سے بکری کا سوال کیا۔

(ج) اللہ عزوجل کی طرف سے مدد اس کی مشیت کے ساتھ ہی ہوگی، ایسا نہیں ہوسکتا کہ وہ کسی کی مدد فرمائے اور اس کی مشیت نہ ہو۔ یوں ہی بندہ بعطاے الٰہی کسی کی مدد کرے اور اس کی مشیت نہ ہو، تو اس سے ثابت ہوا کہ جب "لَا بَلَاغَ إِلَّا بِاللّٰهِ ، ثُمَّ بِكَ" کہنا جائز ہے تو "مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ" کہنا بھی جائز ہے کہ مدد مشیت سے جدا ہو کر نہیں پائی جاتی۔

اور شروع کی چار حدیثیں، تو شہادت دے رہی ہیں کہ مصطفی جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنی زبان پاک سے یہ اجازت دے دی کہ تم لوگ "مَا شَاءَ اللّٰهُ ، ثُمَّ شَاءَ مُحَمَّدٌ" کہا کرو۔ جن میں سے دو حدیثیں "سننِ ابن ماجہ" کی ہیں جو صحاحِ ستّہ سے ہے۔

امام اہلِ حدیث نے شرح السُّنّہ کی جس حدیث سے استدلال کیا ہے وہ **ایک** تو منقطع وضعیف ہے۔

دوسرے اس میں وَشَاءَ محمد یا ثمّ شاءَ محمد کے شرک ہونے کا دور دور تک کوئی اشارہ بھی نہیں ہے، یہ ہے حدیث پر امام اہل حدیث کا عمل اور یہ ہے صحیحین کا قبول۔ اب حق وباطل کا فیصلہ خود منصف ناظرین کو کرنا چاہیے۔